تحریر :- جناب قاضی محمد اسلم صاحب سیف

قسط ۱

تحریکِ پاکستان اور اہلحدیث

نظریۂ پاکستان کا پہلا تصور مجبوبِ ثانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی متوفی ۱۰۳۴ھ نے اپنی کتاب وسنت کی تحریک کی صورت میں پیش کیا۔ نظریۂ پاکستان کو جدید تقاضوں کی روشنی میں حجۃ اللہ فی الارض امام الہند حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۷۶ھ نے اپنی بلند پایہ قیمتی اور نادرۂ روزگار کتب میں پیش فرمایا۔

تحریکِ پاکستان کی خشتِ اول شیرِ مشرق سراج الدولہ شہیدؒ نے ۱۷۵۷ء کو پلاسی (بنگال) کے میدان میں رکھی۔ اس کی خشتِ ثانی ۱۷۹۹ء کو سرنگا پٹم ریاست میسور کے میدان میں شیرِ دکن سلطان ٹیپو شہیدؒ کے ہاتھوں انجام پائی۔ قیامِ پاکستان اور نظریۂ پاکستان کے قیام کا عملی آغاز سید الطائفہ امیر المؤمنین سید احمد شہیدؒ متوفی ۱۲۴۶ھ سپہ سالار مجاہدین شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم متوفی ۱۲۴۶ھ نے تحریک مجاہدین کو منظم کرکے اپنی مجاہدانہ تگ و تاز سے کیا۔ ان فرشتہ سیرت مجاہدوں نے ۶ رمئی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ کی گل پوش وادی کو اپنے خونِ مقدس سے لالہ زار کیا۔

ع ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہما کے بقیۃ السیف مجاہدین مولانا ولایت علی عظیم آبادی متوفی ۱۲۶۹ھ، مولانا عنایت علی متوفی ۱۲۷۴ھ، مولانا عبداللہؒ، مولانا رحمت اللہؒ مولانا نعمت اللہؒ، امیر عبدالکریمؒ، مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی متوفی ۱۹۵۱ء کی قیادت میں شمالی

کوہستانوں سے ہر عسر و یسر میں تحریک جہاد برائے آزادیٔ وطن و انقلاب علیٰ منہاج النبوت وخلافت راشدہ کو جاری رکھا۔ ان جیالے بہادر اولوالعزم اشجاع انسانوں نے زندگی کی بازی لگا کر اور دُنیا کی ہر چیز ہر شے تج کر انگریز سے مصالحت اور مفاہمت کی صُورت اختیار نہیں کی۔ انہیں جب موقع ملا تو انہوں نے انگریز کو خاک و خُون میں تڑپا دیا۔ پُوری صدی قبضۂ شمشیر ان کا زیور رہا، اور بندوق بدست ہو کر انگریز پر وہ شبخون مارے کہ اس کو چھٹی کا دُودھ یاد آ گیا۔

مجاہدین کے حملے اتنے بھرپور اور تیز ہوتے کہ اس سے بڑے بڑے انگریز سورماؤں کے چھکے چھُوٹ گئے بلکہ پُوری برطانوی سلطنت (جو ربع ارضی پر مشتمل تھی) پر لرزہ طاری ہو گیا۔ مجاہدین نے پُورے برصغیر پاک و ہند میں اپنے نظم و نسق اور سلسلے کو اتنا مضبُوط مربوط اور تسلسل سے قائم رکھا کہ انگریز اپنی قہرمانیت کے باوجود اپنے جعفروں، صادقوں، غلام مرتضاؤں اور ملت کے ضمیر فروش غداروں کی غداری کے باوجود تحریک مجاہدین کو سمجھ نہ سکا اور نہ ہی اس کے مصادر اور سرچشموں کو کنٹرول کر سکا[1]۔

مجاہدین نے خیبر سے لے کر راس کماری تک کوئٹہ سے لے کر چاٹگام کی پہاڑیوں اور سندربن تک اپنے سلسلۂ تحریک مجاہدین کو ایسا زیرِ زمین (UNDER GROND) منظم کیا کہ انگریز وسعتِ وسائل جذبۂ تشدد، جوشِ انتقام اور غداروں کی فراوانی کے باوجود نہ تحریکِ مجاہدین کا استیصال کر سکا، اور نہ ہی مُلک بھر سے مجاہدین کی اعانت روک سکا۔ تحریکِ مجاہدین نے بڑے بڑے جیالے مجاہدین، نابغہ عبقریِ زماں اور عہد ساز شخصیتیں پیدا کیں کہ عصرِ حاضر اُن کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

تحریکِ مجاہدین سانحۂ بالاکوٹ مئی ۱۸۳۱ء کے بعد عملاً تحریک اہلحدیث ہو کر رہ گئی تھی جو بالسیف و بالبندوق استخلاص وطن کی مساعی کو جاری کیے ہوئے تھی۔

---

[1] تفصیلات کے لیے دیکھیے ولیم ہنٹر کی کتاب "ہمارے ہندوستانی مسلمان"

جب برصغیر پاک و ہند میں آئینی تحریک شروع ہوئی۔ اور ملک میں مختلف سیاسی پارٹیاں عالمِ وجود میں آئیں۔ تو فرزندانِ الحدیث ملک کی آزادی، استخلاصِ وطن، فرنگی سامراج کے خاتمہ اور قیامِ پاکستان کے لیے مردانہ واران میں داخل ہوئے۔ اور تلواروں کی دھار پر نعرۂ آزادیِ وطن لگاتے رہے ــــ اس راہ میں ہر پیش آمدہ صعوبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ فرنگی کا جبر و تشدد اِن کے جذبۂ آزادی کو پامال نہ کر سکا۔ فرنگی سامراج کی قہرمانیاں، ظلم و ستم، غصب و نہب، جائیدادوں کی قرقیاں، جلاوطنیاں، جیلوں کی صعوبتیں، عبورِ دریائے شور یعنی کالے پانیوں کی سزائیں۔ کوئی بھی چیز اور کوئی بھی ارمان کے ذوقِ استخلاصِ وطن کے لیے رکاوٹ نہ بن سکا۔

~ یہاں بڑھتا ہے ذوقِ جرم ہر سزا کے بعد، کی کیفیت طاری تھی۔

مُسلم لیگ کا قیام

۱۹۰۶ء کو ڈھاکہ میں نواب سرسلیم اللہ خاں کے بنگلے میں ہندوستان بھر کے مسلم رؤسا، نوابوں، جاگیرداروں اور انگریز کے خطاب یافتہ مسلم خان بہادروں کا ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں خاصی سوچ و بچار اور غور و فکر کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ابتداً مُسلم لیگ کے قیام کے مقاصد بھی آل انڈیا نیشنل کانگریس سے ملتے جلتے تھے۔ یعنی مُسلمان رؤسا، نوابوں، جاگیرداروں اور خاں بہادروں کے انگریز سے تعلقات اور روابط کو خوشگوار رکھنا اور ان کے باہمی مفادات کا تحفظ کرنا۔ لیکن جیسے جیسے عالمی حالات میں انقلابات آتے گئے ویسے ویسے ہندوستان کی سیاسیات بھی تغیرات اور تبدیلیوں کی نذر ہوتی گئی۔ برصغیر کے بعض سیاسی واقعات اور انگریزوں کی نام نہاد اصلاحات کے ردِعمل میں برصغیر کے عوام میں ایسی انگڑائی پیدا ہو گئی کہ کوئی بھی جماعت اپنے قیام

کے اصلی مقاصد کو برقرار نہ رکھ سکی۔

چنانچہ جنگ عظیم اوّل از ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء میں حادثہ جلیانوالہ باغ امرتسر مشرقی پنجاب مارچ ۱۹۱۹ء قیام تحریک مجلس خلافت ۱۹۱۹ء سقوط قسطنطنیہ ۱۹۲۰ء سقوط دولت عثمانیہ، تحریک ہجرت، تحریک نمک سازی، نہرو رپورٹ نے مسلمان کو خواب غفلت سے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کیا۔

مسلم لیگ جو چند مخصوص مقاصد کے لیے قائم کی گئی تھی، اس میں بھی دھیرے دھیرے تبدیلیاں پیدا ہونا شروع ہوئیں اور اس کے کارکنوں میں آہستہ آہستہ تیزی آتی گئی۔ نوبت بایں جا رسید کہ حالات وظروف کے پیش نظر مسلم لیگ بھی ایک خالص سیاسی پارٹی بن گئی لیکن اسے کوئی ایسا فعال مستعد اور ہمہ جہتی قائد نہ مل سکا جو پورے ملک میں اسے منظم کر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت بنا دیتا۔

مسٹر محمد علی جناح جو اپنے وقت کے بڑے کامیاب ذہین وفطین وکیل تھے کانگریس میں شامل ہو کر کانگریس کے جنرل سیکرٹری شپ کے عہدہ تک پہنچے۔ ہندو مسلم اتحاد کے علمبردار بن کر برصغیر کی بساط سیاست پر اُبھرے۔ ان کے اسی ہندو مسلم اتحاد کے نعرہ سے متاثر ہو کر بمبئی کے ہندو سیٹھوں نے بمبئی عظمٰے میں جناح ہال تعمیر کیا۔ جو اب بھی اسی نام سے مشہور قائم اور باقی ہے۔

مسٹر محمد علی جناح کی اس ہندو مسلم اتحاد کی دعوت ہی کے نتیجے میں وہ حلقہ بمبئی سے مرکزی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ انڈین نیشنل کانگریس میں حکیم اجمل خان، ڈاکٹر مختار احمد انصاری رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی خان، مولانا ظفر علی خان، ڈاکٹر سیف الدین کچلو خان عبدالغفار خان، مولانا عبدالقادر قصوری، حافظ محمد ابراہیم اور امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ایسی نابغہ عصر شخصیتیں موجود تھیں جن کے ہوتے ہوئے مسٹر محمد علی جناح کو واحد مسلم نمائندگی حاصل نہ ہو سکی، یا یوں سمجھیے، ان عبقری زماں اشخاص کے سامنے ان

کا چراغ نہ جل سکا۔ وُہ روٹھ کر ہندوستان سے لندن چلے گئے، اور اپنے سیاسی تصوّف کا اعلان کر دیا۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں الہ آباد یوپی (اتر پردیش) میں مُسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کا خُطبۂ صدارت حکیم مشرق علاّمہ شیخ محمد اقبال سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ متوفّی اپریل ۱۹۳۸ء نے پیش فرمایا جس میں علاّمہ محمد اقبالؒ نے پاکستان کا تصور پیش کیا اور انگریز سے کہا کہ مُسلم اکثریت کے علاقوں میں مسلمانوں کو خالص اسلامی حکومتیں قائم کرنے کا موقعہ دیا جائے تاکہ مسلمان کتاب و سُنت کی روشنی میں ہندوانہ رسوم اور ہندوانہ تہذیب و تمدن سے الگ ہو کر خالص اسلامی زندگی بسر کر سکیں اس وقت متعدد مُسلم جماعتیں قائم ہو چکی تھیں، لیکن کوئی بھی جماعت ملک گیر اثرات نہ رکھتی تھی۔ ضرورت تھی کہ مُسلم لیگ کے تنِ مردہ میں حیات نو ڈالی جائے۔ اور اسے مسلمانوں کی متحدہ آل انڈیا جماعت بنایا جائے تاکہ برصغیر پاک و ہند کے دس کروڑ مسلمانوں کی نہ صرف صحیح نمائندگی ہو سکے۔ بلکہ وُہ ان کے حقوق کی بہادرانہ جنگ لڑ سکے۔

مسٹر محمّد علی جناحؒ کی مراجعتِ وطن

علاّمہ اقبالؒ مرحوم خاصے غور و فکر، سوچ و بچار اور مُسلمانوں کے مخلص قائدین اور ملّت کے بہی خواہاں سے مشورہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کی سیاسی کشتی کو بھنور سے صرف اور صرف مسٹر محمد علی جناح ہی نکال سکتے ہیں اور ان کی قیادت ہی اسے ساحلِ مراد تک پہنچا سکتی ہے۔ وُہ ایسا کھیون ہار ہے جو قوم کی اس ناؤ کو ڈوبنے سے بچا سکے گا۔

چنانچہ علاّمہ محمد اقبالؒ نے بڑے زور دار خطوط لکھ کر مسٹر جناحؒ کو سیاسی تصوّف چھوڑنے اور وطن واپس آنے پر آمادہ کر لیا۔ مسٹر جناح علاّمہ محمد اقبالؒ کی فرمائش پر مراجعت فرمائے وطن ہوئے اور یہاں آکر ملک کے حالات واقعات اور مشاہدات کا اچھی طرح جائزہ لیا! اور سیاسیاتِ وطن کا فاضلانہ، مدبّرانہ تجزیہ کے بعد مُسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ۱۹۳۵ء

سیاسی سرگرمیوں کا آغاز کر دیا۔

مسلم لیگ ایک مکمل سیاسی جماعت

مسٹر جناح نے آتے ہی ہندوستان بھر کے مرکزی شہروں کا دورہ کیا۔ کارکنوں کے اجتماعات بلائے۔ مسلم عوام کو ایک پلیٹ فارم پر متحدہ ہونے کی دعوت دی۔

چنانچہ مسلم لیگ آج اور کل اور اس میں روز بروز قوت و استحکام آتا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے چند ماہ میں مسٹر جناح کی مخلص فعال اور مستعد قیادت نے اسے ایک مکمل سیاسی جماعت بنا دیا۔ مسلم لیگ نے مسٹر جناح کی قیادت میں اپنے منشور، نصب العین، دعوتِ مقاصد، طریق کار اور قواعد و ضوابط میں دور رس انقلابی تبدیلیاں پیدا کیں۔ مسلم لیگ کے دستور میں وہ سب کچھ سمو دیا گیا، جس کا وقتی سیاسیات نے تقاضا کیا تھا۔

ہندوستان میں تین طاقتیں

ہندوستان میں سیاسی طور پر سب سے قد آور جماعت انڈین نیشنل کانگریس تھی۔ مسلمان جماعتیں علاقائی اثرات رکھتی تھیں۔ اگرچہ اس وقت جمعیت علمائے ہند مجلسِ احرارِ اسلام، خدائی خدمت گار خاکسار تنظیمیں بھی قائم تھیں۔ جمعیت علمائے ہند کا میدان عمل دہلی یوپی، سی پی اور صوبہ بہار کے بعض علاقوں تک مخصوص تھا۔ مجلسِ احرارِ اسلام ضلع ہزارہ پنجاب، سندھ کے ضلع سکھر اور یو۔ پی کے بعض اضلاع میں اس کے بہت اچھے اثرات تھے خدائی خدمت گار صوبہ سرحد کے وسطی جنوبی اضلاع میں اپنا بہت اچھا اثر رکھتے تھے۔ خاکسار پنجاب سرحد اور صوبہ یو۔پی کے بعض اضلاع میں بے تاج بادشاہ تھے۔ یعنی یہ بگولے کی طرح اٹھے آندھی کی طرح بڑھے اور ستر میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل کر اپنے کو شعلۂ مستعجل ثابت کر کے جماعت کو اس کے منطقی نتائج تک پہنچا دیا۔

ایسے حالات میں مسٹر جناحؒ نے مسلم لیگ کو ملک بھر میں منظم کیا تمام دینی مکاتب فکر اور مسلم سیاسی کارکنوں کو دعوتِ اتحاد دی تا آنکہ مسلم لیگ ایک ملک گیر جماعت بن کر کانگریس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی ——— مسٹر جناح کی دعوت پر بے شمار فرزندانِ اہلحدیث اور اجلہ علمائے اہلحدیث مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور تحریکِ قیام پاکستان میں اپنے بھرپور کردار کے لیے مسٹر جناح کے دست و بازو بن گئے۔

اسی سیاسی کش مکش میں مسٹر جواہر لال نہرو نے اپنی تنظیم کی مضبوطی کو پیشِ نگاہ رکھتے ہوئے یہ بیان دیا کہ ہندوستان میں صرف دو ہی طاقتیں ہیں، انگریز اور کانگریس وہ یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ انگریز آزادئ وطن کے بعد ملک کی قیادت کانگریس کے سپرد کر دے۔ مسٹر جناح نے اس کا فوراً نوٹس لیا اور اپنے ایک طویل پریس بیان میں نہرو کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ

"ہندوستان میں دو نہیں بلکہ تین طاقتیں ہیں، تیسری طاقت مسلمانوں کی ہے مستقبل بتائے گا کہ مسلمان سیاسیات کا دھارا کس رخ پر موڑتے ہیں۔ اور وقت کی رفتار کی نبض پر ان کا ہاتھ کتنا مضبوط ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت، برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو نظر انداز کر کے اپنا کوئی سیاسی فیصلہ نہیں کر سکتی"

چنانچہ بانئ پاکستان کے اس زلزلہ فگن بیان سے ہندوستان کی سیاسیات میں ارتعاش پیدا ہوا۔ جواہر لال نہرو اور ان کے کانگرسی رفقاء نے بھی کان کھڑے کر لیے۔ انگریز بہادر کو بھی مسلم قوت، مسلم تنظیم کی برکت اور مسلم قیادت کی جرات کا اندازہ ہو گیا۔

دوسری جنگِ عظیم

دوسری جنگِ عظیم ۱۹۳۹ء میں شروع ہوئی ۱۹۴۵ء میں ختم ہوئی۔ اس میں برطانیہ، امریکہ، فرانس اور روس ایک طرف تھے۔ جرمنی، اٹلی اور جاپان ایک طرف

تھے۔ برطانیہ چونکہ اس جنگ میں مرکزی کردار کی حیثیت رکھتا تھا اس لیے اس نے اپنی تمام فوجیں اور قوتیں جنگ میں جھونک دیں۔

واقفانِ حال اور محرمانِ راز دُور اندیش ہندوستانی سیاسی قائدین اس جنگ سے بہت خوش تھے کہ انگریز اپنے دامِ تزویر میں خود پھنس گیا ہے۔ اب اس کا اس سے سالم بچ نکلنا ناممکن ہے۔ یہ جنگ ہندوستان کی آزادی کا نقطۂ آغاز ہے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد اقتصادی، معاشی اور سیاسی اعتبار سے انگریز کا انجر پنجر اس قدر ہل جائے گا کہ وُہ اپنی نو آبادیات کو کنٹرول نہیں کر سکے گا۔ ہندوستان کو آزاد کیے بغیر اس کے لیے کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ چنانچہ قائدین کا یہ فکر حرف بحرف صحیح ثابت ہوا جنگ کے انجام نے قائدین کے فکر کی توثیق و تصدیق کر دی۔ اندریں حالات مختلف سیاسی جماعتوں نے اپنی صفیں درست کرنا شروع کیں اور ملک کی آزادی کے لیے اپنے کارکنوں کو منظم اور مستعد کرنا شروع کر دیا۔ مجلس احرار، جمعیت علمائے ہند اور انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے مزاج اور افتادِ طبع کے مطابق انگریز سے عدمِ تعاون اور انگریز کی فوجی بھرتی کے خلاف اعلانِ بغاوت کر دیا۔

مسلم لیگ نے بانیٔ پاکستان کی قیادت میں ایک متوازن فیصلہ کیا۔ جس سے نہ انگریز کی تائید ثابت ہوتی تھی اور نہ ہی اس کی مخالفت کا کوئی پہلو نکلتا تھا یہ صرف اس لیے کیا گیا کہ مسٹر جناح سمجھتے تھے۔ باقی جماعتیں اپنے مضبوط نظم و نسق اور تربیت یافتہ کارکنوں کی کثرت کی وجہ سے انگریز سے ٹکر لینے کی پوزیشن میں ہیں۔ مسلم لیگ کی ابھی ابھی تنظیم نو کی گئی ہے اگر مسلم لیگ کو بھی انگریز سے متصادم کر دیا گیا تو اس جنگ کے خاتمہ پر جو اصل جنگ شروع ہونے والی ہے اس میں مسلم لیگ کو کارکنوں کی قلت کی وجہ سے کہیں اس جنگ میں ناکامی سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

مکمل آزادی کا فیصلہ

جنگ کے انہیں ایام میں حالات وظروف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انڈین نیشنل کانگریس نے لاہور میں اپنا سالانہ اجلاس بلا کر راوی کے کنارے ہندوستان کی مکمل آزادی کی قرارداد پیش اور پاس کی۔ جسے سامعین نے فضا میں ہاتھ ہلا ہلا کر اس کی تائید کی۔

کانگریس کی اس قرارداد کے بعد ملکی سیاست میں خاصی تیزی آگئی۔ مسلم لیگ نے بھی ملک کی مکمل آزادی کے نہج پر اپنی فکری اور عملی سرگرمیاں تیز تر کر دیں۔

چنانچہ اس کے فیصلہ کے لیے ۲۳ر مارچ ۱۹۴۰ء کو منٹو پارک لاہور میں مسلم لیگ کا ایک تاریخی اجلاس بلانے کا فیصلہ کیا گیا۔

مسلم لیگ کے اس تاریخی اجلاس کی تیاریاں بڑے زور شور سے ہندوستان بھر میں شروع کر دیں گئیں۔ لاہور کے مسلم لیگی کارکن دن رات کانفرنس کی تیاریوں میں جُت گئے۔ ہندوستان کے دُور دراز علاقوں سے مسلم لیگی مندوب بھاری تعداد میں شرکت کے لیے باجماعت پروگرام بنانا شروع ہو گئے۔ ۱۹ر مارچ ۱۹۴۰ء بازار حکیماں اندرون بھاٹی گیٹ لاہور میں ایک خونی حادثہ اور ایک دردناک ملی سانحہ پیش آیا۔ یعنی علامہ مشرقی نے تین سو تیرا(۳۱۳) خاکساروں کا جیش مسلح کر کے جلوس نکالنے کی کوشش کی۔ سر سکندر حیات کی سیاسی مصلحتیں اور سیاسی مفادات آڑے آئے۔ ان کے حکم سے پولیس نے جلوس میں رکاوٹ ڈالی اور ان کو اس سے منع کیا۔

نتیجۃً بیلچہ بردار جیش کا مسلح پولیس سے تصادم ہو گیا۔ ظاہر ہے بیلچہ اور رائفل کا کیا مقابلہ ہے نتیجۃً پولیس کی بربریت نے سینکڑوں رضاکاروں کو زخمی کر دیا اور بیسیوں جیالے خاکساروں کو شہید کر دیا۔ اس سانحہ سے لاہور کی فضا بڑی مغموم محزون اور غم زدہ ہو گئی۔ لاہور کے سیاسی افق پر خون کی لالی صاف دکھائی دیتی تھی۔ عوام کی

ہمدردیاں، خاکساروں سے پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئیں۔ سر سکندر حیات کی یونی نسٹ حکومت ایک شیطانی حکومت قرار پائی۔ یہ بدیہی بات ہے کہ ایسے سنگین حالات اور سنگین ماحول میں مسلم لیگ کے اجلاس کی کامیابی بھی مخدوش ہو گئی۔ کیوں کہ اس حادثہ کے تین دن بعد مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس شروع ہو رہا تھا۔ مقامی مسلم لیگی اجلاس کی مجلس استقبالیہ مجلس منتظمہ اور مسلم لیگی کارکن بڑے پریشان اور متفکر تھے۔ جب بانی پاکستان سے اس باب میں رابطہ قائم کیا گیا تو انہوں نے پورے حوصلے اور عزم راسخ سے فرمایا کہ متفکر اور پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں اجلاس ہر حالت میں ہو گا۔ ملت کے سیاسی قافلہ کی رفتار کو اب روکا نہیں جا سکتا۔

بانی پاکستان کی فراست

۲۲ر مارچ ۱۹۴۰ء کو جب بانی پاکستان لاہور پہنچے تو انہوں نے اپنی جہاں بینی اور فراست کا ثبوت دیتے ہوئے بلا توقف اور بلا تأمل سب سے پہلے مجروح خاکساروں سے ملاقات اور شہداء کے لیے دعا کرنے کا فیصلہ کیا۔

چنانچہ وہ فوراً سیدھے خاکساروں کے پاس پہنچے ان کی عیادت کی ان کی ڈھارس بندھائی۔ ان کو حوصلہ دیا اور ان سے انتہائی خلوص و محبت سے پیش آئے۔ اگر ایسا نہ کرتے تو سیاسی طور پر اجلاس کے لیے خاصے خطرات پیدا ہو سکتے تھے۔ بانی پاکستان کے اس صائب فیصلے سے حالات یکسر بدل گئے۔ فضا میں نہایت خوشگوار تبدیلی پیدا ہو گئی۔ حالات و ظروف نے صحیح سمت اختیار کر لی۔

لاہور کا تاریخی اجلاس اور علماء اہلحدیث

۲۳ر مارچ ۱۹۴۰ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا لاہور میں تاریخی اجلاس شروع ہوا۔

جس میں ہندوستان بھر کے دور دراز صوبوں علاقوں اور شہروں سے مسلم لیگ کے مندوب ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوئے اس اجلاس میں سینکڑوں کی تعداد میں جہاں مسلم قائدین نے شرکت کی وہاں بے شمار اہلحدیث علماء نے بھی شرکت فرما کر اس تاریخی اجلاس کو کامیاب کیا۔ خصوصاً امام العصر حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی متوفی ۱۹۵۶ء مولانا عبدالمجید سوہدروی متوفی ۱۹۵۹ء محدث العصر حافظ محمد گوندلوی متوفی جون ۱۹۸۵ء مولانا سید محمد اسمٰعیل غزنوی متوفی ۱۹۶۰ء مولانا محمد عبداللہ ثانی متوفی ۱۹۸۳ء، مولانا محمد اکرم خان محمدی کلکتہ متوفی ۱۹۶۸ء مولانا عبداللہ الباقی بنگال، خان مہدی زماں خان کھلابٹ ہزارہ میاں عبدالحق برج جیوے کا ضلع ساہیوال، چوہدری عبدالکریم زیروی، چوہدری عبدالستار فیروز پوری، مولانا محمد عبداللہ اوڈاور مولانا فضل الٰہی وزیرآبادی متوفی ۱۹۵۱ء ایک ملنگ کے روپ میں شریک ہوئے۔

کانفرنس میں بانیٔ پاکستان کی صدارت میں مولوی فضل الحق بنگالی نے (جسے شیر بنگال بھی کہا جاتا تھا) قرارداد پیش کی۔ جس کی تائید میں بانیٔ پاکستان نے ایک بھرپور تاریخی خطاب فرمایا جس کی مزید تشریح اس دور کے شعلہ بیان خطیب، آتش نوا مقرر نواب بہادر یار جنگ حیدرآبادی نے فرمائی۔ اجلاس کیا تھا ——— انسانی سروں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔ دور حدِ نگاہ تک انسان ہی انسان نظر آتے تھے۔ مسلمانوں نے بڑے جوش و خروش اور جذبہ ولولہ سے اس قرارداد کی تصدیق و توثیق کی۔ ہندو پریس کی نوازش سے ہی قرارداد لاہور، قرارداد پاکستان قرار پائی۔

دوسرے روز جب اخبارات میں اجلاس کی کارروائی اور قرارداد لاہور (جو بعد میں قراردادِ پاکستان بنی) چھپی تو ہندوستان بھر کا ہندو پریس لنگر لنگوٹ کس کر اس کی مخالفت کے میدان میں اترا۔ نیشلسٹ مسلمانوں کے بغیر پورے برصغیر پاک و ہند کے مسلمان اس قرارداد کی حمایت میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر متحد ہو گئے اور ان کا ایک ہی نعرہ تھا "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" "لے کے رہیں گے پاکستان" "دینا پڑے گا پاکستان" "بٹ کے رہے گا ہندوستان"

"پاکستان کا مطلب کیا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه"

قرار دادِ لاہور کی حمایت میں اہلحدیث کی سرگرمیاں

لاہور کے اجلاس اور اس میں پاکستان کے قیام کے لیے قرارداد کے پاس ہونے کے بعد ہندوستان کی سیاسیات نے یکسر پلٹا کھایا اس میں تندی اور تیزی آگئی اس وقت اس دور میں اہلحدیثوں کی مرکزی غیر سیاسی تنظیم کا نام آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس تھا۔ جس کے ناظم اعلےٰ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ تھے یہ تنظیم صرف تبلیغی، تدریسی، تعلیمی، تنظیمی، اصلاحی سرگرمیوں کے محور پر گھومتی تھی۔ چنانچہ مولانا ثناء اللہ امرتسری متوفی ۱۹۴۸ء مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ متوفی ۱۹۵۶ء مولانا ابوالقاسم بنارسیؒ متوفی ۱۹۴۸ء اور دیگر اہلحدیث علماء کے مشورے سے ایک نئی سیاسی تنظیم آل انڈیا اہلحدیث لیگ کے نام سے قائم کی گئی اس کا صدر دفتر دہلی میں قائم کیا گیا۔ چنانچہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مرحوم اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کی تحریک سے ہندوستان بھر کے مختلف صوبوں علاقوں اور شہروں کے اکابر علمائے اہلحدیث کو مدعو کیا گیا جس میں انکے سامنے ملک کی آزادی کا مسئلہ پیش کیا گیا۔ اور صاف صاف لفظوں میں کہا گیا کہ ہندوستان دو واضح سیاسی کیمپوں میں بٹ چکا ہے ایک کانگریس کا کیمپ ہے دوسرا مسلم لیگ کا ایک کیمپ قومیت کے نام پر متحدہ ہندوستان کی آزادی کا دعویدار ہے اور دوسرا کیمپ اسلام کے نام پر مسلم اکثریت کے علاقوں میں پاکستان کے حصول کے بعد خالص کتاب و سُنّت کا نظام نافذ کرنا چاہتا ہے۔ اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ کیجیے کہ ہمیں کتاب وسُنّت کی روشنی میں بحیثیت جماعت اور بحیثیت مسلک اہلحدیث کس کا ساتھ دینا چاہیے؟

چنانچہ اکابر اہلحدیث نے خاصے غور و فکر سوچ و بچار اور تفکر و تدبر کے بعد بالاتفاق مسلم لیگ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ اور قیام پاکستان میں جماعتی طور پر بھرپور کردار ادا کرنے کے جذبات کا اظہار کیا گیا۔ ہندوستان بھر کے اہلحدیثوں کو مسلم لیگ میں شمولیت اور قیام پاکستان

کی تحریک کی تائید کرنے کی تلقین کی گئی۔

اس سلسلے میں مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ، مولانا محمد اکرم خانؒ محمدی کلکتہ، مولانا عبداللہ الکافی مولانا عبداللہ الباقی، مولانا علامہ راغب احسن ڈھاکہ، مولانا ابوالقاسمؒ بنارسی، مولانا محمد حسین میرٹھی، خان مہدی زمان خانؒ کھلابٹ ضلع ہزارہ، مولانا محمد ادریسؒ تنرلیہ ضلع ھزارہ تھکال بالا پشاور کے ارباب پشاور کے خان عبدالحمید خان، سندھ کے پیر احسان اللہ الراشدی پیر آف جھنڈا، مولانا سید محمد اسمٰعیل غزنویؒ متوفی ۱۹۶۰ء مولانا عبدالمجید سوہدروی متوفی ۱۹۵۹ء مولانا سید عبدالغنی شاہ متوفی ۱۹۶۹ء، مولانا ابوالحسن محمد یحییٰ امرتسری ثم حافظ آبادی متوفی ۱۹۷۴ء محدث العصر حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی متوفی ۱۹۸۹ء، مولانا علی محمد صمصام متوفی ۱۹۷۸ء، مولانا محمد شبلی فیروز پوریؒ، مولانا محمد عبداللہ ثانی متوفی ۱۹۸۳ء، مولانا حافظ محمد یوسف کمیرپوری، مولانا اللہ بخش کمیرپوری متوفی ۱۹۸۴ء، چودھری عبدالکریم زیدیؒ، چودھری عبدالستار فیروز پوریؒ، مولانا محمد علی لکھویؒ، مولانا عبدالغنی بڈھیمالوی، مولانا محمد سلیمانؒ روہڑوی، حافظ علی بہادر بمبئی، مولانا عبداللہ کھپیاں والوی، مولانا محمد یونس دہلوی، میاں عبدالحق برج جیوے خاں ضلع ساہیوال۔ حاجی محمد انور ایم ایل اے فیصل آبادی، چودھری محمد عبداللہ آف اوڈانوالہ، امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہؒ، مولانا فضل الٰہی وزیر آبادیؒ، مولانا عبدالحکیم نذدیؒ قصوری، غازی عبدالغنی مجاہد، میاں عبدالعزیزؒ مال واڑہ لاہور، حاجی محمد اسحٰق حنیفؒ امرتسری، مولانا محمد یوسف کلکتویؒ، مولانا عبدالمجیدؒ دینانگری حکیم نورالدینؒ فیصل آبادی، میر عبدالقیوم فیصل آبادی، مولانا عبدالقادر روپڑی، مولانا محمد اسمٰعیل روپڑیؒ، میاں محمود علی قصوریؒ، خواجہ محمد صفدرؒ، قاضی حبیب الرحمٰن منصورپوری، مولانا عبداللہ اوڈ اور دیگر اعیان الحدیث کی قیام پاکستان میں خدمات نہ صرف ناقابل فراموش ہیں بلکہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں اب انہیں علاقہ وار تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں۔ اہلحدیث کے بچے بچے نے قیام پاکستان کے سلسلے بے شمار قربانیاں پیش کیں۔ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے ہوئے

اور اپنی گردنیں کٹوا کر قیام پاکستان کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کر دکھایا۔

امام العصر مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

امام العصر مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی متوفی جنوری ۱۹۵۶ء جید علماء میں سے تھے حدیث و تفسیر پر ان کی نظر گہری تھی۔ فن مناظرہ پر انہیں ید طولیٰ حاصل تھا۔ فرق باطلہ پر ان کی وسیع نظر تھی۔ قادیانیت کے رد میں حیات مسیح پر ان کی کتاب شہادۃ القرآن، اپنے موضوع میں بے نظیر لاجواب کتاب ہے، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، دعوت و مناظرہ، وعظ و تذکیر، خطابت و تقریر، ہر محاذ پر انہوں نے داد تحقیق دی۔ پورا برصغیر ان کا میدان عمل تھا۔ "الہادی" کے نام سے ان کا پندرہ روزہ علمی مجلہ ایک عرصہ تک علمی دینی اور تحقیقی خدمات انجام دیتا رہا۔

پورے برصغیر میں مولانا امرتسریؒ مرحوم کے ساتھ باطل پرستوں کے خلاف ان کی للکار اور یلغار جاری رہی۔

مولانا سیالکوٹی مرحوم نے کھلم کھلا تحریک پاکستان میں قائدانہ انداز سے مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ برصغیر بھر میں عموماً اور پنجاب بھر میں خصوصاً انہوں نے مسلم لیگ کے انتخابی اجتماعات کو خطاب فرمایا۔ جمعیت علمائے ہند نے جب سیاسی طور پر کانگریس کی ہمنوائی کا فیصلہ کیا، تو مولانا سیالکوٹیؒ کی تحریک سے مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولوی احتشام الحق تھانویؒ، مولانا راغب احسن آف ڈھاکہ اور دیگر علماء نے اکٹھے ہو کر جمعیت علمائے اسلام کے نام سے علماء کی ایک جماعت قائم کی۔ جس نے تحریک پاکستان، مسلم لیگ اور بانیٔ پاکستان کی بھرپور حمایت کی اور نیشنلسٹ علماء کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ قیام پاکستان کا پیغام دعوت اور تحریک بستی بستی اور قریہ قریہ پہنچائی۔

مولانا سیالکوٹیؒ جلالی طبیعت کے مالک تھے۔ اور ان کا تمام روایتی جلال مسلم لیگ

کی حمایت کے لیے وقف تھا، مولانا سیالکوٹی نے ہر اس اہلحدیث جلسہ میں شرکت سے انکار کر دیا جس کے منتظمین تحریکِ پاکستان اور مسلم لیگ کے حامی نہیں تھے۔ مولانا سیالکوٹی تحریکِ پاکستان کی حمایت میں شدید طور پر انتہا پسند تھے۔ چنانچہ مولانا سلفیؒ صاحب (جنہیں وُہ خود قیمتی ہیرے سے تشبیہ دیا کرتے تھے) کی مخالفت میں گوجرانوالہ میں تیز تیز تقریریں کیں۔ تحریکِ پاکستان کی حمایت اور مسلم لیگ کی رفاقت میں مولانا سیالکوٹی کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ خود مسلم لیگی حلقے مولانا کی ان عظیم الشان اور عظیم القدر خدمات کے معترف اور معتقد ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری متوفی مارچ ۱۹۴۸ء ادیانِ عالم کے ماہر وسیع العلم وسیع المطالعہ وسیع الظرف مخلص وضع دار خوش پوش خوش خوراک دین کے دفاع کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہنے والے بزرگ تھے۔ اپنے دَور کے فن مناظرہ کے امام تھے۔ مولانا سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر عشاء کی نماز کے بعد اسلام کے خلاف کوئی نیا مذہب پیدا ہو جائے تو صبح کی نماز کے بعد پہلا شخص جو اس کی تردید میں پُورا کمال رکھتا ہو گا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کی ذاتِ گرامی ہے۔

نیچریت، قادیانیت، رافضیت، عیسائیت، ہندومت، بابیت، بہائیت بریلویت، مقلدیت، وجودیت، منکرینِ حدیث، اور مشرقیت کے خلاف ان کی بیسیوں کتابیں منصۂ شہود پر آئیں۔ تفسیر اور سیر پر ان کی لاجواب کتابیں عالم اسلام سے داد وتحسین وصول کر چکی ہیں۔ قادیانیت کے رد میں پہلے "مسلمان" پھر "مرقع قادیانی" اپنی طرز کے بے مثال مجلے تھے۔ ان کا "ہفت روزہ اہلحدیث" امرتسر نصف صدی سے زائد عرصہ تک جاری رہا۔ وُہ اپنے وقت کا بہترین معیاری ہفت روزہ تھا۔

جس میں تمام فرقِ باطلہ کے خلاف معیاری مضامین ہوتے تھے۔ اہلحدیث اور اسلام کا زبردست دفاع کیا جاتا تھا۔

مولانا امرتسری مرحوم "اہلحدیث امرتسر" میں ملکی مطلع کے مستقل عنوان سے برصغیر کی سیاسیات پر ہمیشہ لکھتے ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک مولانا امرتسری نے اس مستقل کالم میں مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی حمایت میں بہت مدلل اور بھرپور لکھا۔

مولانا امرتسری ذہناً قلباً قلماً لساناً تحریک پاکستان کے زبردست حامی تھے، لیکن زندگی بھر وہ عملی سیاسیات سے ہمیشہ مجتنب رہے۔ البتہ نظری سیاست میں ہمیشہ اپنا موقف مدلل طور پر پیش کیا۔

مولانا امرتسری مرحوم اپنے رفقاء مبلغین اور زیر اثر علماء کو ہمیشہ تحریک پاکستان کی حمایت کی بھرپور تلقین فرماتے رہے۔

مولانا سید اسماعیل غزنویؒ

مولانا سید اسماعیل غزنویؒ متوفی ۱۹۶۰ء، مولانا سید عبدالواحد غزنویؒ کے صاحبزادے مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۹۸ھ کے پوتے ہیں۔ مولانا سید اسمٰعیل غزنوی کے شاہ ابن سعود مرحوم متوفی ۱۹۵۱ء سے بڑے گہرے مراسم تھے۔ تقریباً ہر سال حج بیت اللہ کے لیے جاتے۔ سعودی حکومت ان کی بہت قدردان تھی۔ مولانا سید اسماعیل غزنوی کا دسترخواں بڑا ایمان افروز تھا۔ وسیع الظرف اور مزاج کے ٹھنڈے شاہی ذوق کے مالک تھے۔ مسلم لیگ ضلع امرتسر کے صدر تھے۔ مسلم لیگ کے ضلعی صدر ہونے کی وجہ سے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے لیے ان کی دھواں دھار تقریریں اور ضلع بھر میں ان کے تحریکی دورے تاریخ کا ایک نہایت قیمتی باب ہیں۔

مولانا غزنویؒ کے زیرِ اثر علماء مولانا شبلیؒ، مولانا حکیم ثناء اللہؒ ثنائی دواخانہ والے

مولانا حافظ محمد اسمٰعیل ذبیح، مولانا نور اللہ ارشد مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کے لیے ان کی خدمات شب و روز وقف تھیں۔

مولانا فضل الٰہی وزیر آبادیؒ

امیر المجاہدین مولانا فضل الٰہی وزیر آبادیؒ، متوفی مئی ۱۹۵۱ء جنگ عظیم اوّل کے آغاز سے قبل ہجرت کر کے مجاہدین کے مرکز اسمس اور چمرقند پہنچ گئے۔ انگریز نے مولانا وزیر آبادی کی جائیداد ضبط کر لی۔ ہندوستان میں ان کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا نہ صرف ان کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے تھے بلکہ ان کو اشتہاری قرار دے دیا گیا لیکن مولانا وزیر آبادی بھیس بدل کر حسبِ ضرورت ہندوستان میں آتے جاتے رہے۔

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے جب موقعہ ملا مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی کا کیس سیاسی اسٹیجوں پر پوری شد و مد سے پیش کیا۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ مولانا وزیر آبادی سے ہندوستان میں داخلے کی پابندی کو اٹھایا جائے۔ مادرگیتی ہند کے اس مایۂ ناز سپوت کی جائیداد واپس کی جائے۔

مولانا وزیر آبادیؒ نے اپنی پوری زندگی کا ایک ایک لمحہ آزادی وطن اور تحریکِ پاکستان کی کامیابی کے لیے وقف کیے رکھا۔ چنانچہ ۱۹۴۶ء میں صوبہ سرحد میں جب ڈاکٹر خان نے کانگریسی حکومت قائم کر لی۔ تو مسلم لیگ نے ان انتخابی نتائج کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اور صوبہ سرحد میں ریفرنڈم (استصواب رائے) کا مطالبہ کیا۔ تو انگریز نے اس اصولی مطالبے کو تسلیم کر لیا، اور استصواب رائے کا اعلان کر دیا۔ صوبہ سرحد میں ہزارہ ڈویژن میں مسلم لیگ کا اثر زیادہ تھا۔ باقی صوبہ میں کانگریس اور جمعیت علماء کا اثر زیادہ تھا۔ صوبہ سرحد کے علماء کی اکثریت جمعیت علمائے ہند میں شامل تھی اور اکثر علماء مدرسہ قاسمیہ دیوبند کے فیض یافتہ تھے۔ بدیں وجہ مسلم لیگ کو ان سے کوئی امید نہ تھی۔

کی مخلصانہ مساعی رنگ لائیں۔ ضلع سلہٹ کے ریفرنڈم میں بھی مسلم لیگ سرخرو ہو کر نکلی۔

مولانا عبد اللہ الباقی القرشیؒ

مولانا عبد اللہ الباقی مرحوم شروع ہی سے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اپنی سیاسی سرگرمیوں کا آغاز کر چکے تھے۔ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ۱۹۴۶ء کے انتخاب میں قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور مرکزی پارلیمنٹ کے رُکن کی حیثیت سے وفات پائی۔ مولانا عبد اللہ الباقی جمعیت اہلحدیث مشرقی پاکستان کے امیر تھے بنگلہ زبان کے شعلہ بار مقرر اور آتش نوا خطیب تھے۔ مشرقی پاکستان میں مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کی حمایت میں ان کے خلوص مساعی اور کامیاب تقریروں کا اعتراف خواجہ ناظم الدین مرحوم نے نہایت شاندار الفاظ میں کیا ـــــ ان کی وفات پر خواجہ ناظم الدین، مولانا تمیز الدین، مولانا فرید احمد اور دیگر مخلص مسلم لیگیوں نے نہ صرف حزن و ملال کا اظہار کیا بلکہ قیامِ پاکستان کے سلسلہ میں ان کی مساعی کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔

مولانا عبد اللہ الکافی القرشیؒ

مولانا عبد اللہ الکافی قرشی مولانا عبد اللہ الباقی کے چھوٹے بھائی تھے۔ علم و فضل تحقیق و دانش، زہد و ورع، تقوٰی و تدین، وعظ و تذکیر، دعوت و ارشاد، فصاحت و بلاغت اور تقریر و خطابت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ مولانا الکافی سیاسی طور پر ہمیشہ مسلم لیگ میں رہے اور ہمیشہ اپنے بڑے بھائی کا مضبوط بازو بن کر سیاست میں دادِ شجاعت دیتے رہے۔ مولانا الکافی اولاد نرینہ سے محروم تھے۔ اس لیے ان کی تمام توانائیاں اور تمام ترقوتیں قیامِ پاکستان کے لیے وقف رہیں۔ قیامِ پاکستان کی حمایت میں مولانا الکافی کو اتنا جنون تھا کہ بنگال کی پوری جماعت اہلحدیث ان کی مساعی کی بدولت

فقیر ایپی جنوبی سرحد میں بہت موثر شخصیت کے مالک تھے ان کی تمام ترہمدردیاں، سرگرمیاں، دلچسپیاں کانگریس کو حاصل تھیں اس وقت مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پٹھان عالم بن کر پشتو میں مسلم لیگ کی حمایت میں قریہ قریہ بستی بستی، ڈیرہ ڈیرہ گھوم کر تقریریں فرمائیں ـــــ حتیٰ کہ فقیر ایپی نے شوشہ چھوڑ دیا کہ مولانا فضل الٰہی وہابی ہیں ان کی تقریروں سے بچو۔ مولانا فضل الٰہیؒ نے فرمایا کہ میں نے قیام پاکستان کے بڑے مقصد کے لیے کچھ عرصہ کے لیے سینے پر ہاتھ باندھنے رفع الیدین کرنے اور آمین بالجہر کہنے کی سنّت کو ملتوی کر دیا تاکہ فقیر ایپی کا یہ حربہ ناکام ہو سکے اور ریفرنڈم میں مسلم لیگ کامیاب ہو جائے بحمدللہ مولانا وزیر آبادی کی شعلہ بار پشتو تقریروں سے صوبہ سرحد میں ریفرنڈم میں مسلم لیگ کامیاب ہو گئی۔ فقیر ایپی کا فتنہ فرو ہو گیا۔ مولانا وزیر آبادی کی ان خدمات کا اعتراف خان عبدالقیوم خاں اور بانی پاکستان نے ہمیشہ نہایت اچھے الفاظ میں کیا ضلع سلہٹ صوبہ آسام کی مسلم اکثریت کا ضلع تھا۔ مسلم لیگ بنگال نے مطالبہ کیا کہ یہ ضلع مشرقی پاکستان کو ملنا چاہیے چنانچہ وہاں بھی از سرِ نو ریفرنڈم کرانے کا فیصلہ کیا گیا۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ متوفی ۱۹۵۸ء کئی سال سے رمضان کے روزے سلہٹ جا کر رکھا کرتے تھے ـــ مسلمانانِ ضلع سلہٹ مولانا مدنی سے بہت متاثر تھے۔ ریفرنڈم میں جہاں علامہ راغب احسنؒ، مولانا عبداللہ الباقی قریشی، مولانا عبداللہ الکافی قریشی اور مولانا اکرم خان محمدی نے مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کی کامیابی کے لیے دن رات ایک کر دیا وہاں مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی غازی عبدالغنی مولانا عبدالحکیم ندوی قصوری اور غازی عبدالکریم کو ہمراہ لے کر ایک عرب شیخ بلکہ مکی پیر کی صورت میں بھیس بدل کر داخلے کی بندش کے باوجود وہاں پہنچے۔ مولانا وزیر آبادی سلہٹ کے گاؤں گاؤں میں مسلمانانِ ضلع سلہٹ کو عربی زبان میں مسلم لیگ کی حمایت کے لیے آمادہ کرتے۔ ان کی تقریروں کا اردو ترجمہ علامہ راغب احسن اور مولانا عبدالحکیم ندوی قصوری کرتے۔ بحمداللہ مولانا وزیر آبادی

قیامِ پاکستان کی زبردست حامی تھی۔ ان کی مخلصانہ سرگرمیوں کی وجہ سے مولانا عبداللہ الباقی کو مسلم لیگ اسمبلی پارٹی نے ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں پارلیمنٹ کا ٹکٹ دیا۔

مولانا اکرم خاں محمدیؒ

مولانا اکرم خان محمدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۶۸ء شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی کے آخری تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ بدوِ شعور سے مُسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ اور زندگی بھر اس میں شامل رہے۔ بلکہ مُسلم لیگی ہی فوت ہوئے۔ مولانا اکرم خان محمدی نے مُسلم لیگ کی حمایت میں پہلے کلکتہ سے پھر ڈھاکہ سے روزنامہ "محمدی" بنگلہ زبان میں جاری کیا۔ مولانا اکرم خاں کا اشہبِ قلم ہمیشہ مُسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کی حمایت میں چوکڑیاں بھرتا رہا ہے۔ مولانا اکرم خاں کی زندگی بھر کی مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کی حمایت میں کوششوں کو کون فراموش کر سکتا ہے۔

مولانا اکرم خاں محمدی بھی دو بار پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے بلکہ آخری ایام میں موصوف مسلم لیگ کے صدر بھی رہے۔

علامہ راغب احسنؒ

علامہ راغب احسن متوفی ۱۹۷۴ء کئی مضامین میں ایم اے تھے۔ ان کا قلم اور زبان ہمیشہ تحریکِ پاکستان کے لیے وقف رہے۔

موصوف مولانا وزیرآبادی مرحوم سے بہت متاثر تھے اور ان کی تحریکِ مجاہدین میں شامل تھے۔ مولانا وزیرآبادی کے مشرقی پاکستان میں نائب بھی تھے۔ مولانا وزیرآبادی کی وفات کے بعد ان کی تعزیت کے لیے مغربی پاکستان تشریف لائے۔ انہیں ایام میں امیر المجاہدین حضرت صوفی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کرنے کے لیے ماموں کانجن بھی تشریف لائے تھے۔ علامہ راغب احسن ہمیشہ نوائے وقت لاہور میں لکھا کرتے تھے۔

(باقی صفحہ ۴۳ پر)